سلسلہ : رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: بارھویں

رسالہ نمبر 1

البسط المسجل فی امتناع الزوجۃ بعد الوطی للمعجل

۱۳۰۵ھ

زوجہ بعد وطی بھی مہرِ معجل لینے کے لئے اپنے نفس کو روک سکتی ہے اس بارے میں کشادہ تحریر اور فیصلہ مسٹر محمود کا رد

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ

البسط المسجل فی امتناع الزوجۃ بعد الوطی للمعجل ۱۳۰۵ھ

(زوجہ بعد وطی بھی مہر معجّل لینے کے لئے اپنے نفس کو روک سکتی ہے اس بارے میں کشادہ تحریر اور فیصلہ مسٹر محمود کارد)

مسئلہ او۲: از مراد آباد مرسلہ محمد نبی خاں صاحب یکم جمادی الاخری ۱۳۰۵ھ

سوال اوّل

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید سے ہندہ کا نکاح ہوا، نصف معجّل نصف مؤجل ٹھہرا، حسبِ رواج ہندہ کی رخصتی ہو گئی کہ وطی بر ضائے ہندہ واقع ہوئی، بعدہ، زید بد اطوار نکلا اور ہندہ سے بہت ایذا واضرار وتکلیف وآزار کے ساتھ پیش آیا، ہندہ ان وجوہ سے ناراض ہو کر اپنے باپ کے یہاں چلی آئی اور تا وصول مہر معجّل اس کے پاس جانے سے انکار رکھتی ہے، اس صورت میں ہندہ کو مہر معجّل لینے تک حق منع نفس حاصل ہے یا نہیں؟ اور منع کرنے سے ناشزہ ہو گی یا نہیں؟ **بینوا توجروا**

سوال ۲ دوم

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جب ادائے مہر معجّل سے پہلے وطی برضائے زوجہ واقع ہوجائے تواِس صورت میں برخلاف مذہب امام مذہب صاحبین کو کہ منع نفس کا حق ساقط ہوجاتا ہے بوجوہ عــہ مصرحہ ذیل ترجیح دینی صحیح ورجیح اور نظر فقہی میں قرینِ تحقیق وتنقیح ہے یا نہیں:

(۱) درمختار میں ہے جب ایسے امر کی نسبت مابین ابوحنیفہ اور اُن کے مریدوں (یعنی صاحبین) کے اختلاف ہوتورائے مریدوں کی غالب ہونی چاہئے۔

(۲) امام ابوحنیفہ اورامام محمد دونوں محض ذہنی باتوں کے مقنن تھے لیکن قاضی ابویوسف کواُسی قدر علم روایات تھااور بوجہ عہدہ قاضی القضاۃ کے موقع متعلق کرنے کاحالات انسان سے حاصل تھااوران کے قواعد خصوصا معاملات دُنیوی اور تعبیر شرع میں اس قدر مستند سمجھے جاتے ہیں کہ جب امام ابوحنیفہ یاامام محمد کی رائے ان سے متفق ہوتواُن کی رائے ازرُوئے ایک قاعدہ مسلّمہ کے قبول کی جاتی ہے۔

(۳) سب سے عمدہ خلاصہ سب سے حال کی کتاب مستند شرع یعنی فتاوٰی عالمگیری (کی عبارت یہ ہے) اس سے ظاہر ہے کہ امام ابوحنیفہ کی رائے کے خلاف نہ صرف ان کے دو ۲ مشہور مریدوں بلکہ شیخ الصفار نے بھی جہاں تک کہ بحث ہم خانگی کو تعلق ہے رائے ظاہر کی ہے۔

(۴) امام ابوحنیفہ اوران کے دو ۲ مرید قانون حنفی مین تین استاد سمجھے گئے ہیں اور میں قاعدہ عام تصوّر کرتا ہوں کہ اختلاف رائے ہوتودو ۲ کی رائے بمقابلہ تیسرے کے غالب ہوگی بموجب معمولی قاعدہ شرع کے میں رائے دو ۲ مریدوں کی بطور کثرت رائے منجملہ تین استادوں کے اختیار کرتا ہوں۔ **(۵)** اس حق کے نفاذ میں کہ زوجہ کے ساتھ ہم خانگی کرے مانع یہ بیان کیاگیاہے کہ مہر معجّل ادانہ ہواہواور یہ قاعدہ محض اس مواخذے کی مشابہت پر مبنی ہے جو بائع کو مال پر تاادائے قیمت قبل حوالگی مال کے حاصل رہتا ہے لیکن اُس مواخذے میں دراصل حقِ ملکیت مشتری کا قیاس کرلیا گیا ہے اور جبکہ حوالگی عمل میں آجائے گی تواسی وقت وہ مواخذہ ختم ہوجاتا ہے انتھٰی، بینوا توجروا

الجواب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ المنعم فی المعجل والمؤجل	سب تعریفیں دنیاوآخرت میں ہم پر انعام کرنے والے

عــہ: یہ وجوہ مسٹر محمود اپنے فیصلے میں ایجاد کیں ۱۲ (م)

والصلٰوۃ والسلام علی من ختم دفتر الرسالۃ واسجل علٰی اٰلہ وصحبہ وجمیع اھل دینہ المبجل۔	اللہ تعالٰی کے لئے ہیں، اور صلٰوۃ وسلام اس ذات پر جس نے رسالت کا دفتر ختم کیا اور مضبوط کیا، اور اُن کی آل واصحاب اور ان کے تمام بر گزیدہ دین والوں پر۔ (ت)

جواب سوال اوّل

صورتِ مستفسرہ میں ہندہ کو حق منع نفس حاصل ہے اُسے اختیار ہے جب تک مہر معجّل وصول نہ کرلے اپنے آپ کو تسلیم شوہر نہ کرے اس منع کئے سے ناشزہ نہ ہوگی۔ وقایہ میں ہے:

لھا منعہ من الوطی والسفر بھا والنفقۃ لو منعت ولو بعد وطی او خلوۃ برضاھا[1]۔	معجّل مہر وصول کرنے کیلئے خاوند کو جماع سے اور سفر پر ساتھ لے جانے سے روکنے اور نفقہ وصول کرنے کا بیوی کو حق ہے اگرچہ وطی اور خلوت رضامندی سے ہوجانے کے بعد روک دے۔ (ت)

نقایہ میں ہے:

قبل اخذ المعجل لھا منعہ من الوطی والسفر بھا ولو بعد وطئ برضاھا بلاسقوط النفقۃ[2]۔	مہر معجّل وصول کرنے سے قبل بیوی کو حق ہے کہ خاوند کو جماع، سفر پر ساتھ لے جانے سے روک دے اگرچہ رضامندی سے وطی کے بعد ہو، بیوی کا نفقہ ساقط نہ ہوگا۔ (ت)

کنز میں ہے:

لھا منعہ من الوطی والاخراج للمھر وان وطئھا[3]۔	بیوی کو مہر کے لئے وطئ اور سفر پر لے جانے سے منع کرنے کا حق ہے (ت)

تنویر الابصار میں ہے:

لھا منعہ من الوطی والسفر بھا ولو وطی او خلوۃ رضتھما[4]۔	خوشی سے وطی یا خلوت کے بعد بھی بیوی کو مہر وصول کرنے کیلئے خاوند کو جماع اور سفر پر لے جانے سے منع کرنے کا حق ہے۔ (ت)

---

[1] شرح الوقایۃ باب المھر مطبع مجتبائی دہلی ۴۵/۲

[2] مختصر الوقایۃ فی مسائل الھدایۃ باب المھر نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۵۶

[3] کنز الدقائق باب المھر ایچ ایم کمپنی کراچی ص ۱۰۴

[4] درمختار شرح تنویر الابصار باب المھر مطبع مجتبائی دہلی ۲۰۲/۱

در مختار میں ہے:

لان کل وطأة معقود علیها فتسلیم البعض لایوجب تسلیم الباقی[5]۔	ہر وطی مہر کے بدلے میں ہے (ہر وطی پر جدا جدا مہر لازم ہے) تو بعض کا بدل دینے سے باقی کا دینا ثابت نہ ہوگا۔ (ت)

اسی میں ہے:

النفقة تجب للزوجة علی زوجها ولومنعت نفسها للمهر دخل بها اولا[6] اھ ملخصًا۔	خاوند پر بیوی کا نفقہ واجب ہے اگرچہ بیوی نے مہر کے لئے خاوند کو اپنے سے روک رکھا ہو دخول ہوچکا یا نہیں اھ ملخصًا (ت)

تحقیق مقام یہ ہے کہ مہر معجّل لینے سے پہلے وطی یا خلوت برضائے عورت واقع ہوجانا صاحب مذہب امامِ اقدم قدوۂ اعظم امام الائمہ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک حق منع نفس ومنع سفر کسی کا اصلاً مسقط نہیں، اور عورت کو اختیار ہے جب تک ایک روپیہ بھی باقی رَہ جائے نہ تسلیم نفس کرے نہ شوہر کے ساتھ سفر پر راضی ہو اگرچہ اس سے پہلے بارہا وطی برضامندی ہوچکی ہو اور صاحبین رحمہما اللہ تعالٰی کے نزدیک صرف خلوت برضا واقع ہوجانا بھی حق منع نفس ومنع سفر دونوں کا مسقط ہے، امام ابوالقاسم صفار علیہ رحمۃ الغفار دربارہ سفر قولِ امام اور دربارہ وطی قولِ صاحبین پر فتوے دیتے تھے اصل معنٰی اس تفصیل کے یہی ہیں اُن کے بعد جس نے ادھر میل کیا انہیں کا اتباع کیا مثلاً امام صدر شہید شرح جامع صغیر میں ان کا مسلک نقل کرکے فرماتے ہیں: وانہ حسن[7] (بیشک وہ حسن ہے۔ت) امام بزدوی شرح کتاب مذکور میں فرماتے ہیں:

هذا احسن فی الفتیا[8] کما نقله عنه فی البنایة کذا الطحطاوی عن البحر عن غایة البیان۔	یہ فتوی کے لئے مناسب ہے، جیسا کہ صاحب بنایہ نے اس کو بنایہ میں ان سے نقل کیا ہے، اور ایسے ہی طحطاوی نے بحر سے انہوں نے غایۃ البیان سے نقل کیا ہے (ت)

جواہر الاخلاطی میں ہے:

[5] درمختار شرح تنویر الابصار باب المہر مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۰۲

[6] درمختار شرح تنویر الابصار باب نفقۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶۶-۶۷

[7] حاشیۃ الجامع الصغیر باب فی المہور مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۱

[8] البنایۃ فی شرح الہدایۃ باب المہر المکتبۃ الامدادیۃ مکۃ المکرمہ ۲/۱۵۶

واستحسن بعض المشایخ اختیارہ اھ[9]۔	بعض مشائخ نے ان کے مختار کو پسند فرمایا ہے اھ (ت)

اسی طرح ہندیہ میں محیط سے ہے: **ولفظه مشایخنا**[10]۔ (اس کے الفاظ یہ ہیں کہ ہمارے بعض مشائخ نے۔ت) مگر اکثر اکابر ائمہ وعلماء فقہاء مذہب امام کو ترجیح دیتے اور اسی پر جزم واعتماد کرتے ہیں متون کہ خاص نقل مذہب صحیح ومتعمد کے لئے وضع کئے جاتے ہیں علی العموم اسی مذہب پر ہیں۔ فتاوٰی خیریہ میں ہے: **به صرحت المتون قاطبة**[11] (تمام متون اس کی تصریح کرچکے ہیں۔ت) اور وقایہ ونقایہ وتنویر ودرمختار کی عبارتیں سُن چکے کہ اُنہوں نے تصریحًا مذہب صاحبین کی نفی فرمائی اور جب ماتن نے باب نفقہ میں **ولو منعت نفسها للمهر**[12]۔ (اگرچہ بیوی نے مہر کے لئے اپنے کو روک رکھا ہو۔ت) فرمایا شارح نے **دخل بها اولا**[13] (دخول ہوچکا ہو یا نہ۔ت) اور بڑھایا تاکہ اس کی نفی پر تنصیص تام ہوجائے، اسی طرح وافی ومختار میں بھی اسی پر اقتصاد کیا اور درمختار میں صرف اسی مذہب پر دلیل قائم کی **کما سبق نقله** (جیساکہ اس کی نقل گزری۔ت) اور اقتصار وتعلیل دونوں دلیل اختیار وتعویل، ردالمحتار میں ہے:

اقتصارہ فی المتن (یعنی تنویر الابصار) یفید ترجیحه اھ ملخصًا[14] **ذکرہ فی کتاب القضاء مسئلة ولایة بیع الترکة لامستغرقة بالدّین**۔	ماتن کا یعنی تنویر الابصار کا اس پر اکتفاء کرنا ترجیح کو مفید ہے اھ ملخصًا۔ اس کو انہوں نے کتاب القضاء میں قرض میں مستغرق ترکہ کی ولایت بیع کے مسئلہ میں ذکر کیا ہے۔(ت)

طحطاوی میں ہے:

الاقتصار علیه یدل علی اعتمادہ[15] **اھ ذکرہ قبیل الوصیة بثلث المال**۔	اس پر اکتفاء ان کے اعتماد کی دلیل ہے اھ اس کو انہوں نے ثلثِ مال کی وصیّت سے قبل ذکر کیا۔(ت)

---

[9] جواہر الاخلاطی فصل فی المہر قلمی نسخہ ص ۶۳

[10] فتاوٰی ہندیہ الفصل الحادی عشر فی منع المرأۃ نفسہا بمہرہا نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۱۷

[11] فتاوٰی خیریہ باب النفقۃ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۶۹

[12] درمختار شرح تنویر الابصار باب النفقۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۶۷

[13] درمختار شرح تنویر الابصار مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۶۷

[14] ردالمحتار مطلب فی بیع الترکۃ المستغرقہ بالدین دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۳۴۰

[15] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الوصایا دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۳۲۱

عقوالدریہ میں ہے: التعلیل دلیل الترجیح[16] (علت کو بیان کرنا ترجیح کی دلیل ہے۔ت) اسی میں ہے:

ھوالمرجح اذھوالمحلی بالتعلیل اھ[17] ذکرھما فی النکاح قبل باب الولی۔	یہی راجح ہے کیونکہ یہی دلیل سے مزین ہے، یہ دونوں باتیں انہوں نے کتاب النکاح میں باب الولی سے پہلے ذکر کی ہیں۔(ت)

علامہ ابراہیم حلبی نے ملتقی الابحر میں کہ بتصریح فاضل شامی متون معتمدہ المذہب سے ہے قول امام کو مقدم رکھا اور اسی پر حکم دے کر صاحبین کی طرف خلاف نسبت کی،

حیث قال ھذاقبل الدخول وکذابعدہ خلافا لھما[18]۔	جب انہوں نے کہا کہ یہ دخول کے بعد ہو یا پہلے اس میں صاحبین کا خلاف ہے(ت)

اور وہ خود دیباچہ ملتقٰی میں تصریح فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں مَیں جس قول کو مقدم لاؤں وہی ارجح ہے شارح نے فرمایا: وہی مختار للفتوی ہے، متن وشراح کی عبارت یہ ہے:

صرحت بذکر الخلاف بین ائمتنا وقدمت من اقاویلھم ماھوالارجح (المختار للفتوی[19]) (ملخصًا)	میں نے اپنے ائمہ کے ہاں اختلاف کی تصریح کردی اور ان میں سے زیادہ راجح قول کو پہلے ذکر کیا، ارجح وُہ ہے جو فتوی کے لئے مختار ہے (ملخصًا)۔(ت)

اسی طرح فتاوٰی قاضی خاں میں امام علامہ فقیہ النفس نے قول امام کی تقدیم کو مقدم کرتے ہیں جو اشہر واظہر ہو، خود اپنے فتاوی کے خطبے میں فرمایا:

قدمت ماھو الاظھر وافتتحت بما ھو الاشھر[20]۔	میں ظاہر کو مقدم اور مشہور ابتداء کرتا ہوں۔(ت)

علماء فرماتے ہیں تو جسے یہ پہلے بیان کریں وہی قول معتمد ہے، حاشیہ طحطاویہ میں ہے:

---

[16] عقودالدریہ کتاب النکاح حاجی عبدالغفار وپسران ارگ بازار قندھار ۱/۱۷

[17] عقودالدریہ کتاب النکاح حاجی عبدالغفار وپسران ارگ بازار قندھار ۱/۱۷

[18] ملتقی الابحر باب المھر موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱/۲۵۱

[19] مجمع الانھر شرح ملتقی الابحر مقدمہ کتاب داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۷

[20] فتاوی قاضی خان مقدمہ کتاب نولکشور لکھنو ۱/ ۲

اصطلاحه تقديم الاظهر فيكون المعتمد اھ[21] ذكره فی كتاب الوصايا اول باب الوصی۔	ان کی اصطلاح زیادہ ظاہر کو مقدم کرنا ہے تو وہی قابلِ اعتماد ہے اھ، اس کو انہوں نے کتاب الوصایا میں باب الوصی کے شروع میں بیان کیا ہے۔(ت)

امام برہان الدین فرغانی صاحب ہدایہ کی عادت مستمرہ ہے کہ استدلال کے وقت قول مختار کی دلیل اخیر میں لاتے ہیں تاکہ اقوال سابقہ کے دلائل سے جواب ہوجائے اور نقل اقوال کے وقت غالباً قولِ قوی کو پہلے ذکر فرماتے ہیں تاکہ اوّل صحیح مسئلہ سمع متعلّم میں آئے، درمختار میں نہر الفائق سے ہے:

تاخير صاحب الهداية دليلهما(ای فی مسئلة كساد فلوس القرض) ظاہر فی اختيارہ قولهمااھ[22] ذكره اخر باب الصرف قبيل التذنيب۔	صاحب ہدایہ کا صاحبین کی دلیل کو مؤخر لانا (یعنی قرض والے سکّے کے بند ہوجانے کے مسئلہ میں) ان کے قول کو مختار بنانے کی دلیل ہے، اس کو انہوں نے تذنیب سے قبیل باب الصرف کے آخر میں ذکر کیا ہے(ت)

اسی طرح فتح القدیر میں ہے، افندی زین الدین رومی نتائج الافکار حاشیہ ہدایہ میں لکھتے ہیں:

من عادة المصنف المستمرة ان يؤخر القوی عند ذكر الادلة علی الاقوال المختلفة ليقع المؤخر بمنزلة الجواب عن المقدم وان كان قدم القوی فی الاكثر عن نقل الاقوال[23]۔	مصنّف کی عادتِ مستمرہ ہے کہ دلائل ذکر کرتے وقت قوی دلیل کو آخر میں ذکر کرتے ہیں تاکہ پہلے اقوال کا جواب بن سکے، یہ اختلافی بحث میں ایسا کرتے ہیں اگرچہ وُہ قوی قول کو ذکر میں پہلے لاتے ہیں جب اقوال کو نقل کرنا ہو، اکثر ایسا ہی کرتے ہیں۔(ت)

اب یہاں انہوں نے مذہب امام کو پہلے نقل بھی کیا اور اُسی کی دلیل کو مؤخر بھی لائے اور قول صاحبین کو برقرار بھی نہ رکھا تو بوجوہ عدیدہ ترجیح قول کا افادہ فرمایا، علامہ سید جلال الملّۃ والدّین خوارزمی نے کفایہ حاشیہ ہدایہ میں تائید مذہب امام کو دوبالا کیا اور ایک مسئلہ متفق علیہا سے جسے صاحبین بھی تسلیم فرمائیں، قولِ امام کو رنگ ایضاح دیا،

حيث قال، لابی حنيفة رحمه الله تعالٰی انهامنعت منه ماقابل البدل كمالوسلم	جب انہوں نے فرمایا امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ بیوی بدل کے مقابل کو روک سکتی ہے جیسا کہ کوئی بائع

[21] حاشية الطحطاوی علی الدر المختار باب الوصی دار المعرفة بيروت ۳۴۰/۴

[22] درمختار باب المصرف مطبع مجتبائی دہلی ۵۷/۲

[23] نتائج الافکار

البائع بعض المبیع الی المشتری لایسقط حقه فی حبس مابقی منه[24]۔	بعض مبیع مشتری کو سونپ دے تو بائع کے لئے باقی مبیع کے روکنے کا حق ساقط نہیں ہوتا۔(ت)

اسی طرح صدر الشریعۃ شرح وقایہ وکافی شرح وافی واختیار شرح مختار ومستخلص شرح کنز وغیرہا شروح میں مذہب امام پر دلیل قائم کی اور دلیل صاحبین سے جواب دئے، امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الہمام رحمہ اللہ تعالٰی نے فتح القدیر میں ترجیح ہدایہ اور علامہ شیخی زادہ عالم دیار رومیہ قاضی دولت علیہ عثمانیہ معاصر ومستند صاحب درمختار نے مجمع الانہر میں تقدیم ملتقی اور علامہ یوسف چلپی نے ذخیرۃ العقبٰی فی شرح صدر الشریعۃ العظمٰی میں اعتماد متن وشرح اور محقق علامہ وسیع النظر دقیق الفکر محمد بن عابدین شامی نے ردالمحتار علی الدرالمختار میں افاداتِ درمختار کو مقرر ومسلّم رکھا اور ترجیح مذہب امام میں خلاف ونزاع کی طرف بھی اشارہ نہ کیا پھر بکثرت علماء اہلِ متون وشروح وفتاوٰی ان مذکورین اور ان کے غیر باب النفقات میں عورت کو طلب مہر معجّل کے لئے بالفظ ارسال واطلاق منع نفس کا استحقاق بتاتے ہیں اور اصلاً عدمِ وطی وخلوت برضا کی قید نہیں لگاتے **کمایظهر بالمراجعة الی کتبهم** (جیسا کہ انکی کتب کی طرف مراجعت سے ہوتا ہے۔ت) بلکہ شرح وقایہ میں تو صورتِ مسئلہ یُوں فرض کی کہ:

خروجها بحق کما لولم یعطها المهر المعجل فخرجت عن بیته[25]۔	بیوی کا باہر نکلنا برحق ہے جیساکہ خاوند نے اس کو مہر معجّل نہ دیا ہو تو وہ اس کے گھر سے نکل جائے۔(ت)

اور ظاہر ہے کہ شوہر کے یہاں آنے کے بعد غالبًا وطی واقع ہی ہوتی ہے بانیہمہ حکم مطلق چھوڑا تقیید کی طرف مطلق التفات نہ فرمایا یہ اطلاقات بھی اُسی اختیار مذہب امام سے خبر دے رہے ہیں، لاجرم علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحبِ درمختار نے قولِ امام ہی پر فتوٰی دیا اور مذہب آخر کا ذکر تک نہ کیا، فتاوٰی خیریہ لنفع البریہ میں ہے:

سئل فی المرأة اذا سلمت نفسها قبل استکمال ماشرط تعجیله لها من المهر هل لها بعد ذلك منع نفسها عنه اجاب لها منع نفسها حتی تستکمل	ان سے ایسی عورت کے متعلق سوال کیا گیا جو مہر معجّل وصول کرنے سے پہلے اپنے آپ کو خاوند کے سپرد کرچکی ہو کیا پھر مہر معجّل کے لئے اپنے آپ کو خاوند سے روک سکتی ہے؟ تو جواب دیا کہ ہاں روک سکتی ہے یہاں تک کہ مہر معجّل پورا

[24] کفایہ مع فتح القدیر باب المہر مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/۵۰-۲۴۹

[25] شرح الوقایہ باب النفقہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/۱۷۳

ذٰلك عند الامام وان كانت سلمت نفسها وبه صرحت المتون قاطبة[26]۔	وصول کرلے امام صاحب رحمہ اللہ تعالٰی کے ہاں ہے، اگرچہ بیوی پہلے اپنے آپ کو سونپ چکی ہو، اس مسئلہ پر تمام متون تصریح کرچکے ہیں۔(ت)

آخر یہ علمائے محققین وعظمائے مدققین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین فتوائے امام صفار واختیار بعض مشائخ سے غافل نہ تھے، پھر قولِ امام ہی پر جزم واعتماد فرماتے ہیں، کوئی تو قولِ صاحبین کا نام تک نہیں لیتا اور اکثر متون کا یہی حال ہے، کوئی صاف وہ الفاظ بڑھاتا ہے جس سے ان کے مذہب کی صریح نفی ہوجائے، کوئی صرف مذہب امام ہی پر دلیل قائم کرتا ہے، کوئی دلیل صاحبین سے جواب دیتا ہے، جنہوں نے وعدہ کیا کہ قولِ قوی کو مقدم لائیں گے وُہ اسی مذہب کی تقدیم کرتے ہیں، جنہوں نے التزام کیا کہ دلیل معتمد کی تاخیر کریں گے وہ اسی کی دلیل پیچھے لاتے ہیں۔ غرض طرح طرح سے ترجیح وتصحیح مذہب امام کا افادہ فرتے ہیں، اور کبرائے ناظرین شراح ومحشین کہ مذکور ہوئے تقریر وتسلیم سے پیش آتے ہیں[۱] ناچار ماننا پڑے گا کہ ان سب کے نزدیک معتمد ومرجح ومحقق ومنقح مذہب امام ہے رضی اللہ تعالٰی عنہ، اور قوت دلیل کہ مطالعہ ہدایہ وکافی واختیار وکفایہ وغیرہ سے واضح ہوتی ہے اس پر علاوہ، پس جبکہ یہی[۱] مذہبِ امام اعظم ہے اور اسی پر[۲] متون کا اجماع اور اسی[۳] کی دلیل اقوی اور اس[۴] قدر کثرت سے اس کے مرجحین، تو وجہ کیا ہے کہ اس سے عدول کیا جائے حالانکہ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مفتی مطلقاً قول امام پر فتوی دے، اور قاضی عموماً مذہب امام پر فیصلہ کرے یعنی جب کوئی ضرورت مثل تعامل المسلمین یا اجماع المرجحین علی الخلاف کے داعی ترک، نہ ہو، **كما في مسئلتي جواز المزارعة وتحريم القليل من لامائع المسكر** جیسا کہ مزارعت کے جواز اور قلیل مسکر پانی کی تحریم کے دونوں مسئلوں میں ہے۔ت اور حکم دیتے ہیں کہ قول امام سے عدول نہ کیا جائے اگرچہ مشائخ مذہب اس کے خلاف پر فتوی دیں۔[۱] منیہ و[۲] سراجیہ و[۳] محیط امام سرخسی وفتاوٰی[۴] عالمگیری و[۵] بحر الرائق و[۶] نہر الفائق و[۷] فتاوی خیریہ و[۸] تنویر الابصار و[۹] شرح علائی[۱۰] حاشیہ طحطاویہ وغیرہا کتبِ معتمدہ میں اس کی تصریح ہے، درمختار میں ہے:

ياخذ القاضی كالمفتی بقول ابی حنيفة علی الاطلاق ثم بقول ابی يوسف ثم بقول محمد ثم بقول زفر والحسن بن زياد وهو الاصح منية وسراجية[27]۔	قاضی بھی مفتی کی طرح امام صاحب کے قول مطلقاً لے گا، پھر امام ابویوسف، پھر امام محمد، پھر امام زفر اور حسن بن زیاد کے اقوال کو لے گا، یہی اصح ہے، منیہ وسراجیہ۔

[26] فتاوٰی خیریہ باب النفقۃ دار المعرفۃ بیروت ۱/۶۹

[27] درمختار کتاب القضاء مطبع مجتبائی دہلی ۲/۷۲

بحر الرائق میں فرمایا:

یجب علینا الافتاء بقول الامام وان افتی المشائخ بخلافه[28]۔	ہم پر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر عمل واجب ہے اگر چہ مشائخ اس کے خلاف پر فتوی دے چکے ہوں۔ (ت)

اور ایسا ہی فتاوی خیریہ میں ہے خصوصًا صورت مسئولہ میں جبکہ تقریر سوال سے ظاہر کہ زید کی طرف سے سوء معاشرت ہندہ کے ساتھ واقع ہوئی تو یہاں تو ایک اور فتوی قولِ امام کے موافق ہے تہذیب میں کلامِ امام ابو القاسم نقل کرکے فرماتے ہیں:

المختار عندی فی المنع ان کان سوء المعاشرۃ من الزوج لها المنع وان کان من جهتها فلیس لها المنع وفی السفر قول ابی حنیفة رضی اللہ تعالٰی عنه[29]۔	میرے نزدیک منع کے بارے میں مختار یہ ہے کہ اگر بد اخلاقی خاوند کی طرف سے ہو تو بیوی کو منع حق ہے اور اگر بد اخلاقی بیوی کی طرف سے ہو تو پھر اس کو حق نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو خاوند سے روک رکھے، سفر کے بارے میں فتوی امام صاحب رحمہ اللہ تعالٰی کے قول پر ہے (ت)

اسی طرح فتاوی ابراہیم شاہی وفتاوی حمادیہ میں اس سے نقل کیا، یہ ہے اس بارے میں کلام اجمالی، اور قدرے تفصیلی ان مباحث کی ہمارے فتوائے ثانیہ میں آتی ہے وباللہ التوفیق، بالجملہ صورت مستفسرہ میں عند التحقیق مفتی وقاضی کے لئے قولِ امام ہی پر اعتماد ہے۔ واللہ سبحٰنه وتعالٰی اعلم

جواب سوال دوم

اقول: وباللہ التوفیق وبه الوصول الی ذری التحقیق اس تقریر میں **امر اول** ایک سخت حیرت انگیز بات ہے، در مختار میں اس مطلب کا کہیں پتا نہیں بلکہ اس میں صراحۃً اس کا خلاف مصرح کتاب القضا میں فرماتے ہیں:

یاخذ القاضی کالمفتی بقول ابی حنیفة علی الاطلاق[30]۔	قاضی بھی مفتی کی طرح مطلقًا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالٰی کا قول لے گا۔ (ت)

پھر منیۃ المفتی وفتاوی سراجیہ سے نقل کیا ھو الاصح[31] (وہی زیادہ صحیح ہے۔ت) ہاں ایک قول حاوی قدسی سے یہ لائے کہ وقت دلیل پر مدار ہے پھر اُسے بھی برقرار نہ رکھا، اور نہر الفائق سے نقل فرمایا: الاول اضبط[32] (وہی

---

[28] بحر الرائق فصل تقلید ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۶ / ۷۰ ۔ ۲۲۹

[29] تهذیب

[30] درمختار کتاب القضاء مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۷۲

[31] درمختار کتاب القضاء مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۷۲

[32] درمختار کتاب القضاء مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۷۲

زیادہ مضبوط ہے۔ت) اور تحقیق وتوفیق وُہ ہے جو ماتن نے فرمایا کہ **لایخیر الااذاکان مجتھدا** یعنی جو خود مجتہد ہو وہ قوتِ دلیل پر نظر کرے اور ہم پر وہی ترتیب لازم کہ علی الاطلاق مذہبِ امام پر افتا وقضا کریں جب تک کوئی مانع قوی وعظیم نہ پایا جائے **کما سنذکرہ ان شاء اللہ تعالٰی** (ان شاء اللہ تعالٰی اس کو عنقریب ہم ذکر کریں گے۔ت)

امر دوم کے جواب، میں **اوّلاً** عبارتِ درمختار کہ ابھی گزری اور وُہ عبارت کثیرہ کہ ان شاء اللہ تعالٰی لکھتا ہوں بس ہیں۔ **ثانیاً** کلماتِ علماء میں نہ عموماً نہ بعد تخصیص معاملاتِ دُنیوی کہیں اس کا نشان نہیں کہ جب امام ابویوسف کے ساتھ حضرات طرفین سے ایک رائے اور ہو تو ان کی تجربہ کاری کے باعث اُس کا قبول قاعدہ مسلّمہ ہے، ہاں علماء نے مسائلِ وقف وقضاء کی نسبت بیشک فرمایا کہ وہاں غالبًا قولِ ثانی پر فتوٰی ہے، اس سے ہر وہ امر کے زیر قضا آسکے مراد نہیں تاکہ امثال صوم وصلوٰۃ کے سوا نکاح وبیع وہبہ اجارہ ورہن وغیرہا تمام ابواب فقہ کو عام ہوجائے یوں تو وقف بھی اسی قبیل سے تھا، پھر خاص اسے الگ گننے کے کیا معنی، نہ ہرگز عالم میں کوئی عالم اس کا قائل، اور خود ہزاراں ہزار کتبِ فقہ اس کے خلاف پر گواہ عادل، کہ لاکھوں مسائل معاملات میں بھی قولِ امام ہی پر فتوٰی ہے اگرچہ رائے امام ابویوسف سے امام محمد بھی موافق ہوں بلکہ یہ امر خاص اُن مسائل میں اکثری طور پر ہے جنہیں فقہاء کتاب القضاء وکتاب الوقف میں لکھتے ہیں اشباہ والنظائر میں جہاں یہ فائدہ زیرِ قاعدہ **المشقۃ تجلب التیسیر** (مشقت کے سبب حکم میں آسانی ہوجایا کرتی ہے۔ت) وہاں یہی مسائل شمار کئے۔ حیث قال:

ووسع ابویوسف رحمۃ اللہ تعالٰی فی القضاء والوقف والفتوی علی قولہ فیما یتعلق بھما فجوز للقاضی تلقین الشاھد وجواز کتاب القاضی الی القاضی من غیر سفر ولم یشترط فیہ شیئا مما شرطہ الامام و صحح الوقف علی النفس وعلٰی جھۃ تنقطع ووقف المشاع ولم یشترط التسلیم الی المتولی ولاحکم القاضی وجوز استبدالہ عند الحاجۃ	امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالٰی نے قضاء ووقت کے متعلق وسعت پیدا کی ہے، ان دونوں بابوں میں ان کے قول پر فتوٰی ہوگا، انہوں نے گواہ کو قاضی کی تلقین، قاضی کا قاضی کو بغیر سفر خط، بغیر ان شرائط کے جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالٰی نے لگائی ہیں کو جائز قرار دیا ہے، انہوں نے وقف علی النفس (یعنی اپنی جائدادیوں وقف کرے کہ تاحیات وہ خود اسکی آمدنی سے ممتنع رہے گا) اور وقف علی جہۃ منقطعہ اور غیر منقسم چیز کے وقف کو جائز کہا ہے اور متولی کو سونپ دینے کی شرط نہیں لگائی اور نہ ہی

الیہ بلاشرط وجوزہ مع الشرط ترغیبا فی الوقف وتیسیرًا علی المسلمین[33]۔	انہوں نے وقف کے لئے قاضی کے حکم کی شرط لگائی ہے، اور انہوں نے وقف کو ضرورت کے وقت تبدیل کرنے کو بلا شرط جائز قرار دیا ہے اور بلاضرورت اس کے تبدیل کرنے کو مع جائز الشرط جائز قرار دیا ہے تاکہ وقف کرنے میں ترغیب اور مسلمانوں کے لئے آسانی ہو۔(ت)

ثالثًا ان مسائل میں تو موافقت رائے دیگر، کی بھی حاجت نہیں **کما یظھر بالمراجعۃ** (جیسا کہ کتب کی طرف سے مراجعت سے ظاہر ہوتا ہے۔ت) تو کلماتِ علماء اس قید کے مساعد نہیں۔

رابعًا کوئی نہیں کہہ سکتا کہ امام ابویوسف **علمًا** امام اعظم کے ہم پلّہ ہیں، امام سے بے اذن لئے ان کے مجلس درس منعقد کرنے پر امام کا کسی کو پانچ سوال دے کر بھیجنا' ان کے ہر مسئلے میں مختلف جواب دینا، ہر جواب پر سائل کی طرف سے تخطیہ ہونا' آخر متحیّر ہوکر خدمتِ امام میں رجوع لانا، مشہور اور اشباہ والنظائر وغیرہا میں مذکور۔ علماء فرماتے ہیں جو مسئلہ امام کے حضور طے نہ ہولیا قیامت تک مضطرب رہے گا، امام ابویوسف بعض مسائل میں پریشان ہوکر فرماتے: جہاں ہمارے استاد کا کوئی نہیں اس میں ہمارا یہی حال (پریشان) ہے۔ بحرالرائق کے مفسدات الصّلوٰۃ میں ہے:

لقد صدق صاحب الفتاوی الظھیریۃ حیث قال فی الفصل الثالث فی قراءۃ القراٰن ان کل مالم یروعن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی فیہ قول بقی کذٰلك مضطر باالٰی یوم القیامۃ وحکی عن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالٰی علیہ انہ کان یضطرب فی بعض المسائل وکان یقول کل مسئلۃ لیس لشیخنا فیھا قول فنحن فیھا ھکذا انتھی[34]۔	فتاوٰی ظہیریہ والے نے درست فرمایا، جو انہوں نے قراءت قرآن کی فصل ثالث میں فرمایا کہ جس معاملہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کوئی قول مروی نہ ہو وُہ معاملہ قیامت تک باعثِ اضطراب ہی رہے گا، اور امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالٰی سے منقول ہے کہ وہ بعض مسائل میں مضطرب تھے تو انہوں نے فرمایا: جس معاملہ میں ہمارے شیخ کا کوئی قول نہ ہو تو اس میں ہمارا یہی حال ہوتا ہے انتھی۔(ت)

امام ابویوسف سے منقول ہے میں بعض مسائل میں جانتا حدیث میری طرف ہے تنقیح کے بعد کُھلتا کہ امام نے جس حدیث سے فرمایا وہ میری خواب میں نہ تھی او کما قال رحمۃ اللہ تعالٰی۔

[33] الاشباہ والنظائر القاعدۃ الرابعۃ المشقتہ تجلب التیسیر ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/ ۱۵-۱۱۴

[34] بحرالرائق باب مفسدات الصلوۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

امر سوم میں فتاوٰی عالمگیری کو سب کتب پر ترجیح دی گئی حالانکہ وُہ ایک فتاوٰی ہے، اور علماء ارشاد فرماتے ہیں: عمدہ ترین کتب مذہب متون ہیں پھر شروح پھر فتاوٰی عند التخالف متون سب پر مقدم ہیں اور فتاوٰی سب سے مؤخر۔ پھر کیونکر روا ہو کہ سب میں مفضول کو سب سے افضل قرار دیجئے۔ ردالمحتار میں ہے:

مافی الفتاوٰی اذا خالف مافی المشاھیر عن الشروح لایقبل[35]۔	فتاوٰی میں جو کہا گیا ہو وہ مشہور شروحات کے مخالف ہو تو قبول نہ ہوگا۔ (ت)

درمختار میں ہے:

حیث تعارض متنہ وشرحہ فالعمل علی المتون کما تقرر مرارا[36]۔	جب متن وشروح میں تعارض ہو تو متن پر عمل ہوگا، جیسا کہ کئی دفعہ گزرا۔ (ت)

بحرالرائق میں ہے:

اذا تعارض مافی المتون والفتاوٰی فالمعتمد مافی المتون کما فی انفع الوسائل وکذا یقدم مافی الشروح علٰی مافی الفتاوٰی[37] اھ نقلہ الشامی من القضاء فی فصل الحبس۔	اگر متون اور فتاوٰی میں مذکور کا تعارض ہو تو متون کا ذکر کردہ قابلِ اعتماد ہے جیسا کہ انفع المسائل میں ہے، اور یُونہی جو شروحات میں ہو وہ فتاوٰی سے مقدم ہے اھ اس کو علامہ شامی نے کتاب القضاء فصل فی الحبس سے نقل کیا ہے۔ (ت)

حموی شرح اشباہ میں ہے:

غیرخاف ان مافی المتون والشروح ولو کان بطریق المفھوم مقدم علی مافی فتاوی وان لم یکن فی عبارتھا اضطراب[38]۔	یہ چیز مخفی نہیں کہ جو متون اور شروح میں ہو اگرچہ بطریق مفہوم ہی ہو وہ فتاوٰی میں مذکور پر مقدم ہے اگرچہ فتاوٰی کی عبارات میں اضطراب نہ بھی ہو (ت)

[35] درالمحتار کتاب الرضاع داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۴۱۲

[36] درمختار کتاب القضاء مسائل شتی مطبع مجتبائی دہلی ۲ / ۸۶

[37] ردالمحتار کتاب القضاء فصل فی الحبس داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۳۱۷، بحرالرائق کتاب القضاء فصل فی الحبس ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۶/ ۲۸۵

[38] غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر کتاب الحجر والمأذون ادارۃ القرآن کراچی ۲/ ۴۸۰

رہا امام صفار کا در بارہ وطی قول صاحبین اختیار فرمانا، اس کا جواب ہمارے فتوائے سابقہ سے مل سکتا ہے جس سے ظاہر کہ قول امام کو کتنی وجہ سے ترجیح ہے: اوّلاً قوت دلیل جس کی کچھ تفصیل ان شاء اللہ تعالٰی عنقریب ظاہر ہو گی۔

ثانیًا کثرت مفیدان و مسلّمانِ ترجیح جن میں ایک امام برہان الحق والدّین فرغانی صاحب ہدایہ جن کی جلالتِ شان آفتاب نیم رُوز وماہتاب نیم ماہ سے اظہر، ایک امام محقق علی الاطلاق کمال الدین ابن الہمام ہیں جن کی نسبت علماء کی تصریح کہ پایہ اجتہاد رکھتے ہیں یہاں تک کہ اُن کے بعض معاصر اُنہیں لائقِ اجتہاد کہتے حالانکہ معاصرت دلیلِ منافرت ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

قدمنا غیر مرۃ الکمال من اھل الترجیح کما افادہ فی قضاء البحر بل صرح بعض معاصریۃ بانہ من اھل الاجتھاد[39]۔	ہم متعدد بار پہلے ذکر کر چلے ہیں کہ امام کمال اہلِ ترجیح سے ہیں جیسے کہ بحر کے قضاء کے باب میں افادہ کیا ہے بلکہ ان کے بعض معاصرین نے تصریح کی ہے کہ وُہ اہلِ اجتہاد میں سے ہیں۔(ت)

ایک امام علامہ فقیہ النفس قاضی خاں ہیں جن کی نسبت علماء فرماتے ہیں ان کی تصحیح اوروں کی تصحیح پر مقدم ہے، غمز العیون والبصائر شرح الاشباہ والنظائر میں ہے:

فی تصحیح القدوری للعلامۃ قاسم ان مایصححہ غیرہ لانہ کان فقیہ النفس[40]۔	علامہ قاسم کی تصحیح القدوری میں ہے کہ جس کو امام قاضی خان صحیح قرار دیں، وہ قول دوسروں کے اقوال پر مقدم ہے کیونکہ آپ فقیہ النفس ہیں۔(ت)

اور فرماتے ہیں ان کی تصحیح سے عدول نہ کیا جائے، ردالمحتار میں ہے:

کن علی ذکر مما قالوا لایعدل عن تصحیح قاضی خاں فانہ فقیہ النفس[41]۔	فقہاء کرام نے جو فرمایا اسے یاد رکھو کہ امام قاضی خاں کی تصحیح سے عدول جائز نہیں کیونکہ وُہ فقیہ النفس ہیں۔(ت)

ثالثًا اجماع متون جن کی عظمتِ مکان ابھی سُن چکے پھر اُن کا اطباق واتفاق کیسا ہوگا ولہذا بارہا

---

[39] ردالمحتار کتاب العتق باب التدبیر دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۳۵

[40] غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر کتاب الاجارات الفن الثانی ادارۃ القرآن کراچی ۲/۵۶-۴۵۵

[41] ردالمحتار کتاب الھبہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/۵۱۳

دیکھا ہے کہ علماء نے شروح وفتاوٰی کی بعض صریح تصحیحیں صرف اس بناپر رَد کر دی ہیں کہ متون اس کے خلاف پر ہیں، درمختار کی کتاب القسمۃ میں ہے:

قال فی الخانیۃ وعلیہ الفتوی لکن المتون علی الاول فعلیہ المعول[42]۔	خانیہ میں فرمایا کہ فتوٰی اسی پر ہے لیکن متون پہلے قول پر ہیں تو اسی پر اعتماد ہوگا۔(ت)

دیکھو امام اجل قاضی خاں سا مرجح، اور علیہ الفتوی سا لفظ ترجیح جسے علماء آکد الفاظِ تصحیح سے شمار کرتے ہیں بااینہمہ کہا گیا کہ متون اوّل پر ہیں تو وہی معتمد ہے، امام کے نزدیک عصبات کے بعد ولایتِ نکاح ماں کو ہے۔ قہستانی شرح مختصر الوقایہ میں لکھا صاحبین کے نزدیک غیر عصبہ ولی نہیں، اور یہی ایک روایت امام سے ہے، پھر مضمرات شرح قدوری سے نقل کیا: وعلیہ الفتوی[43] (اور اس پر فتوٰی ہے۔ت) مگر محققین نے نہ مانا کہ خلافِ متون ہے۔ بحر الرائق ونہر الفائق دونوں میں فرمایا:

ماقیل من ان الفتوی علی الثانی غریب لمخالفتہ المتون الموضوعۃ لبیان الفتوی اھ[44]۔	جو کہا جاتا ہے کہ فتوٰی ثانی پر ہے یہ غریب ہے کیونکہ یہ متون کے مخالف ہے جو کہ فتوٰی کو بیان کرنے کے لئے وضع کئے گئے ہیں اھ (ت)

علامہ شامی نے ردالمحتار اسے نقل کرکے مقرر رکھا، کنوئیں سے نجاست نکلے اور وقتِ وقوع نہ معلوم ہو تو امام ایک یا تین دن سے تنجس مانتے ہیں اور صاحبین فی الحال صاحب محیط کہ ائمہ ترجیح سے ہیں دربارہ وضو غسل و عجین قولِ امام اور ان کے ماورا میں قول صاحبین اختیار کرتے اور وُہ امام زیلعی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں اسی تفصیل کو ھوالصحیح (یہی صحیح ہے۔ت) کہتے ہین اور اسی پر بحر الرائق ومنح الغفار وتنویر الابصار ودرمختار میں جزم کیا، بااین ہمہ علّامہ شامی سے رَد کرتے اور عدمِ تسلیم کی پہلی وجہ یہی لکھتے ہیں کہ مخالف لاطلاق المتون قاطبۃ[45] (یہ تمام متون کے اطلاق کے مخالف ہے۔ت) حموی شرح اشباہ میں ایک مسئلے کی نسبت جس میں روایتِ ابی یوسف کو حاوی قدسی میں علیہ الفتوی اشباہ میں المصحح المعتمد کہا، فرماتے ہیں:

---

[42] درمختار کتاب القسمۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۱۹

[43] جامع الرموز فصل الولی والکفؤ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/۴۶۷

[44] بحر الرائق باب الاولیاء والاکفیاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳/۱۲۴، ردالمحتار بحوالہ البحر والنہر باب الولی داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۱۲

[45] ردالمحتار فصل فی البرء داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۱۲

مجرددعوی الحاوی ان الفتوٰی علیہ لایقتضی انہ المصحح المعتمد فی المذھب کیف واصحاب المتون قاطبۃ والشروح ماشون علی قولھما(یعنی الطرفین) ومشی اصحاب المتون تصحیح التزامی علی ان مافی المتون والشروح مقدمہ علی مافی الفتاوی [46]۔	حاوی کا صرف یہ دعوی کر دینا کہ اسی پر فتوی ہے، اس سے یہ لازم آتا کہ یہی تصحیح شدہ اور قابلِ اعتماد ہو، یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ تمام متون اور شروح طرفین کے قول پر ہیں، اور تمام متون اس تصحیح کا التزام کیے ہوئے ہیں کہ متون وشروح کے مسائل فتاوٰی کے مسائل پر مقدم ہیں۔(ت)

رابعًا یہی مذہب امام ہے، اور علماء فرماتے ہیں قولِ امام ہی پر اعتماد ضرور ہے اگرچہ صاحبین خلاف پر ہوں اگرچہ مشائخ کرام مذہب صاحبین کی تصحیح کریں کمایاتی انفان شاء اللہ تعالٰی (جیسا کہ عنقریب آئے گا ان شاء اللہ تعالٰی۔ت)

امر چہارم میں جس قاعدہ کا ذکر ہُوا جب سے مذہب حنفی عالَم میں آیا کسی عالم نے در بارہ اختلاف امام وصاحبین اُسے جاری نہ کیا، نہ ہرگز تمام دنیا میں کوئی اس کا قائل، بلکہ سلف وخلف کا اجماع کامل اُس کے برخلاف پر گواہ عادل، ہزارہا مسائل میں صاحبین نے خلاف کیا، پھر شوق وغروب سے کتب فقہ جمع کرکے دیکھئے قولِ صاحبین معدودہی جگہ مفتٰی ملے گا جہاں اختلافِ زمانہ کے سبب تغیر حکم ہوا یا تعامل ودفع حرج کے مثل کوئی ایسی ہی ضرورت پیش آئی، علامہ طحطاوی پھر علامہ شامی حاشیۂ درمختار میں فرماتے ہیں:

حصل المخالفۃ من الصاحبین فی نحو ثلث المذھب ولکن الاکثر فی الاعتماد علی قول الامام [47]۔	صاحبین کا تقریبًا ایک تہائی مذہب میں اختلاف ہے لیکن اکثر اعتماد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالٰی کے مسلک پر ہے۔(ت)

میں یہاں ائمہ محققین کی بعض عبارات اقتصار کرتا ہوں جن سے کالشّمس ظاہر کہ سوا موضع معدودہ کے قولِ امام ہی پر اعتماد لازم، اور اس کے خلاف کثرتِ رائے، بلکہ فتوائے مشائخ پر بھی التفات نہیں کہ ایک آفتاب لاکھ ستاروں کو چھپالیتا ہے، اسی "سب سے عمدہ خلاصہ سب سے حال کی مستند کتاب" فتاوٰی عالمگیری میں محیط امام شمس الائمہ سرخسی سے ہے:

اذا اختلفو فیما بینھم قال عبد اللہ بن	جب احناف کا آپس میں اختلاف ہو تو عبد اللہ بن مبارک

[46] غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر الفن الثالث القول فی احکام الجمعۃ ادارۃ القرآن کراچی ۲/ ۲۳۸

[47] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار مقدمۃ الکتاب دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۴۸

المبارك یؤخذ بقول ابی حنیفة رحمه اللہ تعالٰی لانه کان من التابعین وزاحمھم فی الفتوی[48]۔	کے قول کے مطابق امام ابوحنیفہ کا قول قابل عمل ہوتا ہے کیونکہ وہ تابعی ہیں اور دیگر تابعین کے فتاوٰی کے مقابل اُنہوں نے فتاوٰی پیش کئے۔(ت)

تنویرالابصار میں ہے:

یاخذ بقول ابی حنیفة علی الاطلاق[49]۔	قاضی مطلقًا امام ابوحنیفہ کے قول کو لے گا۔(ت)

درمختار کا منیہ وسراجیہ سے نقل کرنا گزرا **ھوالاصح** (وہی زیادہ صحیح ہے۔ت) اور یہ بھی کہ **القاضی کالمفتی** (قاضی کی مثل ہے۔ت) اور یہ بھی کہ نہر الفائق میں اسی کو اضبط کہا، اسی کی کتاب ادب المقال میں تصحیح کی، **کما فی الحاشیة الطحطاویة** (جیسا کہ حاشیہ طحطاوی میں ہے۔ت) اسی پر امام محقق علی الاطلاق نے جزم فرمایا، اور بعض مشائخ جو کہیں قولِ صاحبین پر افتا کردیتے ہیں اُسے بلاوجہ قوی محض نا مقبول ٹھہرایا۔ حاشیہ شامیہ میں ہے:

ردالمحقق ابن الھمام علی بعض المشائخ حیث افتوابقول الامامین بانه لایعدل عن قول الامام الالضعف دلیله[50]۔	بعض مشائخ نے صاحبین کے قول پر فتوٰی دیا تو محقق ابن ہمام نے ان کا رَد کرتے ہوئے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ کے قول سے اعراض نہیں کیا جاسکتا الّا یہ کہ ان کی دلیل کمزور ہو۔(ت)

بحرالرائق میں ہے:

قد صححوا ان الافتاء بقول الامام فینتج من ھذا انه یجب علینا الافتاء بقول الامام وان افتی المشائخ بخلافه[51] اھ نقله العلامة الطحطاوی اول القضاء۔	مشائخ نے تصحیح فرمائی ہے کہ فتوٰی امام صاحب رحمہ اللہ تعالٰی کے قول پر ہے، تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم پر امام کے قول پر فتوٰی دینا واجب ہے اگرچہ مشائخ نے قولِ امام کے خلاف فتوٰی دیا ہواھ اس کو طحطاوی نے باب قضاء کی ابتداء میں نقل کیا ہے۔(ت)

---

[48] فتاوٰی ہندیہ الباب الثالث فی ترتیب الدلائل للعمل بہا نورانی کتب خانہ پشاور ۳/ ۳۱۲

[49] درمختار شرح تنویر الابصار کتاب القضاء مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۷۲

[50] ردالمحتار مطبع عن الامام اذا صح الحدیث الخ دار احیاء التراث بیروت ۱/ ۴۶

[51] بحرالرائق کتاب القضاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۶/ ۲۶۹-۲۷۰

فتاوٰی خیریہ"کی کتاب الشہادات مسئلہ شہادۃ الاعمٰی میں ہے :

المقرر ایضا عندنا انہ لایفتی ولایعمل الابقول الامام الاعظم ولایعدل عنہ الی قولھما اوقول احدھما اوغیرھما الالضرورۃ (من ضعف دلیل اوتعامل بخلافہ) لمسئلۃ المزارعۃ وان صرح المشائخ بان الفتوی علی قولھما لانہ صاحب المذھب والامام المقدم ۔ اذاقالت حذام فصدقوھا فان القول ماقالت حذام [52]	یہ طے شدہ ہے کہ ہمارے ہاں امام اعظم رحمہ اللہ تعالٰی کے قول پر ہی عمل وفتوٰی ہوگا،اور صاحبین یا ان میں سے کسی ایک کے قول یا کسی اور کے قول پر بغیر ضرورت فتوٰی نہ ہوگا(اور ضرورت کی مثال، ضعیف دلیل یا عرف وتعامل کا اس کے خلاف ہونا ہے) جیسا کہ مزارعت کا مسئلہ ہے اگرچہ مشائخ تصریح کرچکے ہوں کہ فتوٰی صاحبین کے قول پر ہے، کیونکہ امام ابوحنیفہ صاحبِ مذہب ہیں اور سب سے مقدم امام ہیں (شعر کا ترجمہ) جب حذام کچھ کہے تو اس کی تصدیق کرو، کیونکہ بات وہی ہے جو حذام کہتی ہے۔(ت)

بعینہٖ اسی طرح بحرالرائق کی کتاب الصّلوٰۃ بحث اوقات میں تصریح فرمائی اور اس سے ردالمحتار وحاشیہ طحطاویہ میں نقل کرکے مقرر رکھا، امام المحققین شیخ الاسلام برہان الدین صاحبِ ہدایہ کتاب التجنیس والمزید میں فرماتے ہیں :

الواجب عندی ان یفتی بقول ابی حنیفۃ علی کل حال [53]	میرے نزدیک ہر حال میں امام ابوحنیفہ کے قول پر فتوٰی دینا واجب ہے۔(ت)

مسئلہ وقتِ عشا میں جو قول صاحبین کو دُرر میں مفتٰی بہ بتایا علّامہ نوح آفندی نے اس پر فرمایا :

لایجوز الاعتماد علیہ لانہ لایرجح قولھما علی قولہ الابموجب من ضعف دلیل او ضرورۃ او تعامل او اختلاف زمان ولم یوجد شئی من ذٰلک فالعمل علٰی قولہ [54] اھ نقلھما	اس پر اعتماد درست نہیں کیونکہ امام صاحب کے مقابلہ میں صاحبین کے قول کو ترجیح نہیں ہوسکتی مگر جب کوئی سبب ہو مثلاً دلیل کا ضعف، ضرورت، تعامل یا اختلاف زمان میں سے کوئی چیز ہو، اور جبکہ ان میں سے کچھ بھی نہیں تو امام کے قول پر عمل ہوگا اھ

[52] فتاوٰی خیریہ کتاب الشہادات دارالمعرفۃ بیروت ۲/ ۳۳

[53] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الصّلوٰۃ دارالمعرفۃ بیروت ۱/

[54] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الصّلوٰۃ دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۱۷۵

العلامۃ الطحطاوی فی مبحث اوقات الصّلٰوۃ۔	علامہ طحطاوی نے ان دونوں عبارتوں کو اوقاتِ صلٰوۃ کی بحث میں ذکر کیا ہے (ت)

پھر یہ ضعیف دلیل جسے علماء مبیح عدول فرماتے ہیں اس کے معنی بھی سمجھ لیجئے یہ وُہ ہے کہ اعاظم ائمہ مجتہدانِ فتوٰی اُس کے ضعف پر تنصیص کریں، نہ وُہ جسے من وتو اپنے اذہان قاصرہ سے ضعیف سمجھ لیں کہ اوّل تو یہ دلائل جو مصنفین لکھتے ہیں کیا معلوم امام کی نظر انہیں پر تھی اور ہو بھی تو ہم کیا اور ہمارا ضعیف سمجھنا کیا۔

گدائے خاک نشینی تو حافظا مخروش

نظام مملکت خویش خسرواں دانند

(اے حافظ ! گدائے خاک نشین کو مت چھیڑ کہ ملک کے نظام کو چلانا خود بادشاہ ہی جانتا ہے) علامہ طحطاوی فرماتے ہیں :

انہ قد یظہر قوۃ لہ بحسب ادارا کہ ویکون الواقع بخلافہ او بحسب دلیل ویکون لصاحب المذہب دلیل اُخر لم یطلع علیہ انتہی[55]	کبھی امام کی دلیل کی قوت ظاہر ہوتی ہے جس کا ادراک کر لیا جاتا ہے اور واقع میں اس کے خلاف ہوتا ہے، یا یہ ہوتا ہے یہ کچھ دلیل سمجھے حالانکہ صاحبِ مذہب (امام صاحب) کی دلیل کچھ اور ہے جس پر اطلاع نہ ہوئی انتہی (ت)

اب مجھے اس تحقیق انیق کے بعد اصلاً ضرورت نہ رہی کہ امر پنجم کی طرف توجہ کروں، میرا یہی کلام ہر گونہ دلائل کے جواب میں بس ہے معہذا جو کچھ اُس میں بیان ہُوا اُسی دلیل سے ماخوذ ہے جو ہدایہ وشرح وقایہ وکافی واختیار ومستخلص وغیرہا میں مذہبِ صاحبین پر ظاہر کی گئی اور اُس کے ساتھ ہی انہیں کتابوں میں اُس کا نفیس جواب بھی دے دیا جہاں تک میری نظر ہے کوئی کتاب مستند ایسی نہ ملے گی جس میں یہ تقریر مسطور اور اُس کا جواب نہ مذکور ہو میں یہاں صرف درمختار کے وُہ مختصر لفظ جو اُنہوں نے امام صدر الشریعۃ وغیرہ سے اخذ کرکے لکھے نقل کرنا کافی سمجھتا ہوں دلیل امام میں فرماتے ہیں :

کل طأۃ معقود علیہا فتسلیم البعض لایوجب تسلیم الباقی[56]	ہر وطی مہر کا بدل ہے تو بعض مہر کا سونپنا باقی کے سونپنے کا موجب نہیں بنتا ہے۔ (ت)

اس مرام نفیس کی توضیح وتلخیص یہ ہے کہ بیع عین پر وارد ہوتی ہے وُہ ایک بار سپرد ہو کر کیا باقی ہے

---

[55] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب القضاء مطبع دار المعرفۃ بیروت ۳/۱۷۶

[56] درمختار باب المہر مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۰۲

کہ محبوس ہو بخلاف نکاح کہ عورت کے گوشت پوست پر وارد نہیں منافع بضع پر ہے اور وُہ متجدد تو بعض کی تسلیم کل کی تسلیم نہیں، نہ بعض پر رضا سے کل پر رضا لازم، وبعبارۃ اُخری شرع نے حق حبس دیا ہے نہ اختیار استرداد، اور مبیع میں تجدید منع بشکلِ استرداد ہی معقول، اور نکاح میں منفعت ماضیہ کی واپسی محال تو نہ ہوگا مگر حبس منفعت آئندہ، ولہٰذا اگر بیع میں بھی چند چیزیں ایک عقد میں بیچیں اور بعض بخوشی دے دیں بعض باقی کرروک سکتا ہے جب تک تمام ثمن وصول نہ ہو، کہ یہاں بھی بوجہ تعدد اقباض بعض اقباض کل نہیں، کفایہ میں ہے:

لوسلم البائع بعض المبیع الی المشتری لایسقط حقه فی حبس مابقی منه[57]۔	اگر بائع مشتری کو کچھ مبیع سونپ دے تو باقی کو روک رکھنے کا حق اس سے ساقط نہیں ہوگا۔(ت)

پس فرق واضح ہوگیااور استدلال ساقط، میں یہاں تطویل کلام نہیں چاہتا کہ یہ امر تو علما پہلے ہی طے فرما چکے مگر شاید اتنا کہنا بیکار نہ ہو کہ خود امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالٰی بیع ونکاح کے اس مسئلہ میں زمین وآسمان کا فرق رکھتے ہیں یہاں تک کہ اُن کے نزدیک مہر مؤجل کے لئے بھی عورت کو حق، منع حاصل، اور ثمن مؤجل ہو تو استحقاق حبس بالاجماع زائل، وُہ فرماتے ہیں حقِ حبس بیع میں اصل عقد کا مقتضی نہیں اور نکاح میں بحالت اطلاق نفس عقد کا مقتضی ہے، ولہٰذا شوہر پر تقدیم تسلیم مطلقًا لازم اگرچہ مہر اشیائے متعینہ سے ہو جیسے عبد یا دار یا ثوب، اور بیع میں مشتری پر تقدم اُسی حالت میں ضرور کہ مبیعین ہو اور ثمن دین، جیسے درہم ودینار، امام سغناقی نہایہ میں کہ ہدایہ کی پہلی شرح ہے تقریر مذہب ابی یوسف میں میں فرماتے ہیں:

قال ان موجب النکاح عند الطلاق تسلیم المهر عینا کان اودینا فحین قبل الزوج الاجل مع علمه بموجب العقد فقد رضی بتاخیر حقه الی ان یوفی المهر بعد حلول الاجل وبه فارق البیع لان تسلیم الثمن اولا لیس من موجبات البیع لامحالة الاتری ان البیع لوکان مقایضة لاتجب تسلیم احد	انہوں نے کہا کہ نکاح کا موجب مطلقًا مہر کا ادا کرنا ہے خواہ نقد ہو یا دین ہو، تو جب خاوند نے مہر کے لئے مدّتِ مقررہ قبول کرلی جبکہ وُہ نکاح کے موجب کے جانتا ہو تو گویا اس نے مدت مقررہ گزرنے تک اپنے حق کو مؤخر کرنا تسلیم کرلیا، اسی نکتہ کی بنا پر نکاح اور بیع میں فرق واضح ہوگیا، کیونکہ بیع میں اوّلًا ثمن کی ادائیگی اس کا موجب لازمی نہیں، آپ جانتے ہیں کہ بیع مقایضہ (سامان کاسامان سے سودا) میں کسی بدل کا

[57] کفایہ مع فتح القدیر باب المهر مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/۲۵۰

البدلین اولافلم یکن المشتری راضیا بتاخیر حقه فی المبیع الی ان یوفی الثمن وجعل (ف)فتوی علی قول ابی یوسف[58]۔	بھی ادا کرنا ابتداءً ضروری نہیں، لہٰذا بیع میں ثمن کی ادائیگی تک مشتری بیع کی تاخیر پر راضی نہ ہوا اور فتوٰی امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالٰی کے قول پر ہے (ت)

اسی طرح فتح القدیر وغیرہ شروح ہدایہ میں ہے پھر باوجود اس قدر تفرقوں کے کیونکر مانا جائے کہ نکاح میں یہ حکم محض مشابہت بیع ہی پر مبنی ہے کہ اس کے احکام سے کہیں تفاوت نہ کرسکے، یہ مسئلہ ایک مبسوط رسالے کے قابل تھا،

وفیما ذکرنا کفایة لاهل الدرایة واللّٰه ولی الهدایة منه البدایة والیه النهایة۔ واللّٰه تعالٰی اعلم۔	جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس اہلِ فہم کے لئے کفایت ہے، اللہ تعالٰی ہی ہدایت کا مالک اور اسی سے ابتداء اور انتہا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

[58] العنایة حاشیة علی الهدایة مع فتح القدیر باب المهر مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/۲۴۹

ف: خط کشیدہ عبارت عنایہ میں نہیں، یہ نہایہ کی ہے، اور نہایہ دستیاب نہیں۔ **نذیر احمد**